Reg. L. No. 1093

THE ALHAKAM

Qadian

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ؕ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر

بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

قیمت سالانہ

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کیساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی بجز دوا بینی بشفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۶ | مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۴ء | نمبر ۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حق کے مقابلہ کی پُر جوش تیاریاں

احمدی جماعت ہر قسم کی قربانیوں کیلئے طیار ہو جائے

دیوبندی فتنہ نے اپنی عداوت اور مخالفت کے اظہار کے لئے سیاست کو اپنا اوزار بنایا ہے۔ اور وہ اپنے زعم میں اپنے تیر و ترکش سنبھال کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں نکلے ہیں۔ اور اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا ہی ایک کام ان کے سامنے رہگیا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اس مخالفت کو کسی عجیب نظر سے نہیں دیکھتا۔ اس کے لئے یہ نئی بات نہیں۔ وہ ہر قسم کی مخالفت کے میدان میں سے گذر کر آگے بڑھا ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز بڑھیگا۔

جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ علماء سوء کا فتنہ اسلام کیلئے نہایت خطرناک فتنہ ہے۔ اور کسی صورت میں دجالی فتنہ سے کم نہیں۔ جس قدر نقصان اس گروہ سے اسلام کو پہونچا ہے۔ اور کسی سے نہیں۔ ہمارے سلسلہ کو خدا تعالیٰ نے اسلام کی خدمت اور اس کے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے قائم کیا ہے۔ اور یہ ضروری بات ہے کہ اس کی مخالفت ہو۔ اور پر زور مخالفت ہو۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے سے فرما دیا ہے۔

بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

ضرور ہے کہ وہ زور آور خطرناک مخالفت کے مقابلہ کیلئے آسمانی تائیدات کی صورت میں ہوں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ان تائیدات کے نزول کیلئے اپنی تمام طاقتوں کو اس مقصد کے لئے وقف کر دیا اور ہر قسم کی قربانی کے لئے طیار ہو جائیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ذلیل منصوبوں اور گالیوں پر یہ لوگ اتر آئیں گے۔ کیونکہ حق سے بے بہرہ ہیں۔ اور حق کے دشمن ہیں۔ اس لئے ہمکو صبر اور علو ہمتی سے انکا علمی مقابلہ کرنا ہے۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ ایک بار پھر اس گروہ کی قلعی کھل جائے۔ دیوبندی علماء مباہلہ سے گریز کر چکے ہیں۔ اور فتنہ ارتداد میں ان کی حقیقت طشت ازبام ہو چکی ہے۔ اب انہوں نے اپنی راہ میں اسی سلسلہ حقہ کو پتھر سمجھا ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اس سے سر ٹکرائیں۔ سیاست نے اپنے اخبار کو عملاً دیوبندیوں کے ہاتھ میں دیدیا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی شور پکار ان کیلئے بہترین راستہ نکالدیگی۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ

حق کا مقابلہ لعنت کا مستحق بنا دیتا ہے

ہماری جماعت کا فرض۔ اب نہایت نازک اور اہم ہو گیا ہے۔ ہمیں اس مخالفت سے افسوس نہیں۔ بلکہ خوشی ہے کہ یہ سلسلہ کی تبلیغ کا ایک نیا راستہ نکل آیا ہے۔ دشمن نے مخالفت کی آگ بھڑکانی چاہی ہے۔ اور وہ بڑے جوش سے اس آگ کو بھڑکائیگا۔ مگر ہم مسیح موعود کے خادم ان کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ آگ ہمیں ہرگز نہیں جلا سکتی کیونکہ ہمارا امام غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔

بیشک یہ آگ ہم پر گلزار ہوگی۔ لیکن اس کیلئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر ابراہیمی رنگ پیدا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ نے ابراہیم بھی فرمایا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس قسم کے فتنہ پیدا ہوں۔ ہمکو پورے اخلاص اور سچی ارادت اور جوش کے ساتھ سلسلہ کی اشاعت کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔ اور ان تمام بڑے بڑے بتوں سے بیزاری کا اعلان کر دینے کی ضرورت ہے۔ جو دیوبندیوں نے اپنے بت خانہ میں رکھے ہوئے ہیں۔ اس مقابلہ کیلئے تیار ہو جاؤ۔ اور خدا کی تائید اور توفیق سے باطل کا مقابلہ کرو۔ گالی کا جواب گالی سے نہیں۔ بلکہ دعا سے دو۔ اور حق کے پھیلانے میں اپنے قدم کو سست نہ ہونے دو۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے اس تازہ ترین خطبہ کو زیر نظر رکھ کر

اہل قلم اور اہل زبان پیدا کرو۔

اور اس مقصد کیلئے ہر قسم کی قربانی کرو۔ سال میں پندرہ یوم وقف کرو۔ اس مقصد کیلئے کم از کم ۲۴۰۰ آدمیوں کی ضرورت ہے۔ تا کہ ہر وقت ایک سو آدمی اس کام پر لگے رہیں۔ کیا ۲۴۰۰ آدمیوں کا مطالبہ کسی بڑی تعداد کا مطالبہ ہے؟

بکوشید اے جوانان تا بہ دین قوت شود پیدا

بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپکر تراب منزل سے شائع ہوا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبیداللہ شہید کی یاد حضرت ثاقب کی زبان سے

حضرت ثاقب میرزا خانی نے مولوی عبیداللہ مرحوم کا ایک مرثیہ لکھکر بھیجا ہے۔ جس کو میں نہایت عزت و احترام سے درج کرتا ہوں۔ اس لئے کہ جس کی یاد میں دردِ دل کا اظہار ہے۔ وہ سلسلہ عالیہ کا ایک قابل قدر شہید ہے۔ اور جس کی زبان قلم سے ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دربار نبوت کا قادر الکلام جادو بیان ہے۔ میں اس سپرٹ کا زبردست حامی ہوں۔ کہ جو لوگ سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اس راہ میں اللہ کے حضور چلے جائیں۔ ہم شکرگذاری کے طور پر ان کی خدمات کا بار بار اعتراف کریں۔ کہ اس سے جماعت میں ایک جوش اور کام کرنے کی روح پیدا ہوتی ہے حضرت ثاقب کے اس کلام کو ان کے مختصر سے خط کی ساتھ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

اخویم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب الحکم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار کچھ ہموم غموم میں سر بگریبان تھا۔ کہ اس حالت فکر مندی میں اخویم مکرم حافظ مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی کی صورت آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ ان کی ڈبڈبائی غم سے بھری ہوئی آنکھیں تصویر غم بن کر نمودار ہوگئیں۔ جو حافظ صاحب کو ان کے متقی نیک نہاد خلف ارشد ملک عبیداللہ مرحوم کی مفارقت کا صدمہ پہنچنے سے اثر پذیر ہوئی۔ اور خاکسار سے ان کی شہیدی وفات پر دردمندانہ گفتگو ہوئی۔ تو حافظ صاحب نے دردِ دل کے اظہار کے لئے تحریک فرمائی۔ تاکہ نوجوانان احمدیت کو اشعار غم کے پڑھنے سے مجاہدہ دین کی تحریک ہو۔ اور وہ سلسلہ عالیہ کی خدمت کے لئے ہجرت کریں۔ اور وہ نمونہ استقلال اور عزم ثابت کا دکھائیں۔ جو مرحوم عبیداللہ نے دکھایا۔ اس منظر کے سامنے آنے سے معاً مصرعہ ذیل زبان پر جاری ہوا۔

"ماریشس میں چل بسا پیارے عبیداللہ تو"

بس پھر کیا تھا دل درد سے بھر گیا۔ اور ایک چار بند کا مرثیہ بطور ترکیب بند مرتب ہوگیا۔ جو ناظرین الحکم اور حافظ صاحب کی نذر کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ خاکسار کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں گے۔ اور میں مرحوم کے لئے دعائے ترقی درجات کرتا ہوں۔

خاکسار

محمد نواب خاں ثاقب میرزا خانی

آہ عبیداللہ مرحوم

۱۔ ماریشس میں چل بسا پیارے عبیداللہ تو
۲۔ وقف کی تھی زندگی تو نے خدا کی راہ میں
۳۔ حافظِ قرآں بنایا تھا تجھے اپنی طرح
۴۔ تو پدر کے دل کی ٹھنڈک اور آنکھوں کا سرور
۵۔ سر فروشی کی مگر سر کی کوئی قیمت نہ لی
۶۔ حکم ہوتے ہی سفر کا کر دیا عزمِ صمیم
۷۔ دولتِ ایماں نہ تھی کم اس سفر کے واسطے
۸۔ باغِ رضواں میں ترے آنے کی پیارے دھوم ہے
۹۔ بندگی کہتے ہیں اس کو ہے اطاعت اس کا نام
۱۰۔ تو تنِ تنہا خدا کے پاس جا پہونچا شہید
۱۱۔ گو ہماری آنکھ نے دیکھی نہیں صورت تری

۱۲۔ جان کو اپنی ہتیلی پر دھرا کرتے ہیں یوں
۱۳۔ عہد جو پور نبوت سے کیا پورا کیا
۱۴۔ چھوڑ کر آرام و آسایش کو ثابت کر دیا۔
۱۵۔ وہ تری اٹھتی جوانی اور جاں دینے کا شوق
۱۶۔ تیرے دل میں جوش دیں تھا اور کوئی ارماں نہ تھا
۱۷۔ چھوڑتے ہیں یوں در و دیوار دنیا کو غریب
۱۸۔ بیوی بچے کر دئے غربت میں اللہ کے سپرد
۱۹۔ خنداں خنداں باغِ جنت میں تو یہ کہتا گیا
۲۰۔ تو نے دریائے محبت میں چلائے ہاتھ پاؤں
۲۱۔ انتہا کو پہونچیں تیری کوششیں کہتے ہیں سب
۲۲۔ اپنے دل میں دیکھنے کا تیرے ارماں ہی رہا

۲۳۔ نوجواں ایسے کہاں جاں باز ہیں ایسے کہاں
۲۴۔ عیسوی انفاس سے پائی ہو جس نے زندگی
۲۵۔ شہسوار فارسی کی فوج کے مرد نبرد
۲۶۔ یوں تو ہیں از برفسانے کوہ کن فرہاد کے
۲۷۔ مرنے والے میں نئے انداز کے عجز و نیاز
۲۸۔ مادرِ گیتی نے لاکھوں نوجواں پیدا کئے
۲۹۔ یہ دمِ عیسٰی احمدؑ کے ہیں روحانی اثر
۳۰۔ جاننے والا حضرتِ فضلِ عمر کا راز تھا
۳۱۔ صبر و تسلیم و رضا کے دوست دل سے جان سے
۳۲۔ تھا عبیداللہ یا اعجاز بہائے مسیح
۳۳۔ شاق ہے ہم سب پہ ایسے نوجواں کا انتقال

۳۴۔ نوجوانو! اٹھو گر شوقِ شہادت دل میں ہے
۳۵۔ کاہلی کو چھوڑ دو بت بزدلی کا توڑ دو
۳۶۔ جا رہو ساتوں سمندر پار اے یاراں اگر
۳۷۔ بن کے دکھلاؤ عبیداللہ سا مردِ جواں
۳۸۔ جاں لڑا دو۔ اور کھپا دو۔ اپنی ساری طاقتیں
۳۹۔ مرنے والے کا نمونہ رکھو تم پیشِ نظر
۴۰۔ چھوڑ جاؤ ملک کو۔ پیارے وطن کو دوستو
۴۱۔ جان دیدو خوشدلی سے مت کرو پروائے جاں
۴۲۔ جی چرانا خدمتِ دیں سے ہے بالکل ناروا
۴۳۔ حضرت فضلِ عمر کے حکم کو سر پر اٹھاؤ
۴۴۔ تم پہ جو خدمت کا حق ہے وہ ادا کرتے رہو

۱
کیا ہمارے سوزِ دل سے بھی نہیں آگاہ تو
ہوگیا محوِ لقائے حضرتِ اللہ۔ تو
ہوگیا یادِ پدر سے بے خبر اے واہ تو
چھپ گیا جانِ پدر آنکھوں سے کیوں ناگاہ تو
کیا ہی جانبازِ سبیل اللہ تھا واللہ تو
زادِ راہ کوئی طلب کرتا کوئی تنخواہ تو
احمدیت کا تھا خیر اندیش و دولت خواہ تو
ہیں براتی حوریانِ خلد اور نوشاہ۔ تو
تھا خدا کا بندۂ خاص اور عبیداللہ۔ تو
ہم کو بھی رکھتا شہادت میں مگر ہمراہ تو
دل کے آئینہ میں آ اُتری ہے خوش سیرت تری

۲
اور قربانِ راہِ مولا میں ہوا کرتے ہیں یوں
عہد یوں کرتے ہیں اور اس کی وفا کرتے ہیں یوں
صدق سے برداشت رنج و عنا کرتے ہیں یوں
جان دینے کے لئے رن میں بڑھا کرتے ہیں یوں
یار باقی کے لئے ارماں مٹا کرتے ہیں یوں
کوچۂ دلدار میں جا کر بسا کرتے ہیں یوں
صرف بِلّٰہ غم میں سب کو مبتلا کرتے ہیں یوں
دوستوں کی آنکھ سے آنسو بہا کرتے ہیں یوں
آشنایانِ طریقِ حق شنا کرتے ہیں یوں
احمدیت کے مجاہد ابتدا کرتے ہیں یوں۔
اب تو ملنے کا ٹھکانا باغِ رضواں ہی رہا

۳
سرفروش ایسے شہید ناز ہیں ایسے کہاں
ہیں کہاں دمساز اور ہمراز ہیں ایسے کہاں
ہیں سوار ایسے کہاں خوش تاز ہیں ایسے کہاں
جان دینے کے نئے انداز ہیں ایسے کہاں
کس میں ہیں انداز ایسے ناز ہیں ایسے کہاں
احمدیت کے ممتاز ہیں ایسے کہاں
ڈھونڈ کر دیکھو کہیں اعجاز ہیں ایسے کہاں
جو دلوں میں چھپ کے نکلیں راز ہیں ایسے کہاں
دشمن حرص و ہوا و آز ہیں ایسے کہاں
یہ کرشمہ ہیں کہاں اعجاز ہیں ایسے کہاں
مرد میداں اور دلاور پہلواں کا انتقال

۴
کر دکھاؤ کچھ اگر حسنِ ارادت دل میں ہے
مرد میداں بن کے نکلو گر شجاعت دل میں ہے
یار صادق کی طرح دینی حمیت دل میں ہے
ہے اگر ایماں کی قوت اور فتوت دل میں ہے
کر دو ثابت احمدیت کی محبت دل میں ہے
صاف دکھلا دو جہاں بھر کو جو صورت دل میں ہے
احمدیت کے لئے گر شوق ہجرت دل میں ہے
مال و دولت چھوڑ دو جب ایماں کی دولت دل میں ہے
سامنے آقا کے رکھو جو امانت دل میں ہے
دل سے باہر کر دو جو ارمان و حسرت دل میں ہے
ثاقب شہید مرحوم کے حق میں ۔۔۔ ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتوبات امام

(۳)

جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڑھ سے ایک گریجوایٹ نے یہودی اور عیسائی مذہب کے مطالعہ کے لئے علمی ہدایات طلب کی ہیں۔ اس کے جواب میں ذیل کا مکتوب بھیجا گیا۔

جواب

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۲۴ء حضرت اقدس کی خدمت میں پہونچا۔ حضور جواب میں فرماتے ہیں۔

کسی مذہب کا صحیح مطالعہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے۔ کہ اس مذہب کے محققین کی کتابیں پڑھی جائیں اور سب سے بڑی چیز جس سے کسی مذہب کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے وہ اس کی وہ کتاب ہے۔ جس کو وہ الہامی قرار دیتا ہے۔ پس سب سے پہلے تو آپ کو بائیبل کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

پرانا عہد نامہ آپ کو یہ بتائیگا کہ یہودی مذہب کی بنیاد کس طرح پڑی اور کس طرح اس نے نشو و نما پائی۔ اور اس سے آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ یہودی مذہب نے اپنے ماننے والوں کے اخلاق اور ان کی رسوم اور ان کے تمدن پر کیا اثر کیا۔ اور کون سے نئے مقاصد ان کے سامنے رکھے ہیں۔ نیا عہد نامہ پڑھنے سے آپ کو عیسائیت کی بنیاد اور اس کی غرض معلوم ہوگی۔ اور یہ معلوم ہوگا کہ وہ مقصد عظیم جو کہ یہودیت کے نتیجہ میں یہودیوں کے زیر نظر ہوگیا تھا اس نے آخر کار کیا معین صورت اختیار کی اور تمدن اور اخلاق کو اس زمانہ کی حالت اور ضروریات کے ماتحت کس رنگ میں بدلدیا۔ اور انسانی کمالات کے لئے ایک نیا رستہ کھولدیا۔ لیکن وہ اس رستہ میں ان کو چلا نہیں سکی۔ بلکہ ایک مقصد کے طور پر اس کو ان کے سامنے رکھدیا۔ بائیبل کا مطالعہ کرتے وقت آپ ان چند امور کو مدنظر رکھیں۔ جن کی صداقت بائیبل کے مطالعہ کے ساتھ ہی آپ پر ظاہر ہوتی چلی جائیگی۔

۱۔ بائیبل کسی توہمات میں پڑے ہوئے اور نفس کی فکر میں ہی مبتلا فلاسفر کے خیالات کا نتیجہ نہیں بلکہ وہ ایک ایسی قابلیت پیدا کرنے والی روح اپنے اندر رکھتی ہے جو کہ انسان کو اوپر کی طرف کھینچتی ہے۔

۲۔ بائیبل زمانہ کی ناسازگاری کی وجہ سے اور مختلف حالات کے ماتحت جو وقتاً فوقتاً اس قوم اور اس قوم کے گرد و پیش پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جن کے سپرد بائیبل کی حفاظت اور اشاعت تھی۔ ایسے خیالات سے ملوث ہوگئی ہے۔ جو کہ اس روح کے جو انسان کو بلند کرنے والی ہے۔ بالکل مخالف ہے۔

۳۔ آپ بائیبل کو پڑھتے وقت اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ بائیبل خود اپنے متعلق کیا کہتی ہے۔ اگر ان تین باتوں کو مدنظر رکھکر آپ بائیبل پڑھینگے۔ تو بائیبل میں یہودی اور عیسائی مذہب کے متعلق اتنا بڑا ذخیرہ مل جائیگا۔ کہ جو پرانی تحقیقات سے بہت زیادہ ہوگا۔ میں نے بائیبل کو اسی رنگ میں مطالعہ کرکے دیکھا ہے۔ اور اس سے ایسے معلومات حاصل کی ہیں۔ جو خود عیسائیت کے عالموں کو بھی حاصل نہیں۔ بائیبل کے بعد طالمود ہیں جن میں مختلف زمانوں میں یہودی علماء نے بائیبل کی جو تفسیر کی ہے اس کو درج کیا ہے۔ ایک طالمود مشرقی علماء نے لکھی ہے۔ اور ایک مغربی علماء نے۔ یہ دونوں طالمود یں یہودی مذہب کی حقیقت سمجھنے کے لئے بہت ہی مفید اور کارآمد ہیں۔

تحقیقات جدیدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جیواش انسکلوپیڈیا ایک نہایت ہی مفید کتاب ہے۔ انسکلوپیڈیا ببلیکا بھی مختلف مسائل کو یکجائی طور پر انسان کے سامنے لاکر رکھدیتی ہے۔ اس لئے وہ بھی مفید کتاب ہے۔

عیسائی مذہب کی مزید تحقیقات کے لئے آپ کو تاریخ کلیسیا کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ دوسرے اپوکرفت جو ہیں۔ یعنی ان اناجیل کے سوا دوسری اناجیل جو ہیں۔ ان کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

انسکلوپیڈیا ببلیکا بھی مسیحیت کی تحقیقات کے متعلق بہت مدد دے سکتی ہے۔ اس میں مسیحیت کے متعلق یکجائی طور پر مسائل مل جائیں گے۔ عیسائیت کے نشو و نما میں جو اثر کہ اس سرزمین کے خیالات کا ہوا ہے۔ جن میں کہ عیسائیت نے نشو و نما پایا ہے۔ اس کا معلوم ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ اس کے لئے آپ کو قدیم روم اور قدیم یونان کے حالات پڑھنے چاہئیں۔ خصوصیت کے ساتھ ان کے مذہبی رسوم اور خیالات جن سے آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ موجودہ عیسائیت مسیح کے نام کو علیحدہ کرکے ان ہی رسومات کا نام ہے۔ حقیقی عیسائیت کا نہیں حتیٰ کہ اس کی تمام رسومات تہوار وغیرہ جو عیسائیت کے نام پر برتی جاتی ہیں۔ وہ ساری کی ساری ان سے لی گئی ہیں سہل طریق مطالعہ کا یہ ہوگا۔ کہ آپ بائیبل کو پہلے پڑھیں جس سوال کو آپ حل طلب سمجھیں اس کو آپ انسکلوپیڈیا ببلیکا اور جیواش انسکلوپیڈیا میں دیکھ کر مزید معلومات حاصل کرلیں۔ بائیبل کے مطالعہ کے بعد ایک ایک کتاب یہودیت اور مسیحیت کے متعلق خواہ ایسی کتاب ہوں جیسے کیٹکزم کی ہوتی ہیں۔ ان کو پڑھیں۔ اور پڑھ کر جو خیالات یا سوالات پیدا ہوں پھر ان کی تحقیقات کریں اس میں بعض تفسیریں جو پادریوں نے لکھی ہیں وہ بھی بہت کچھ مدد دیں گی۔ میرے نزدیک جس جس رنگ میں کہ اسلام کی تعلیم کو یکجائی طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اور اس کا سامان مل سکتا ہے۔ یہ سامان یہودی اور عیسائی مذہب میں نہیں ملتا۔ ان کے سمجھنے کے لئے ایک بہت بڑے لنبے عرصہ کی تحقیقات کی ضرورت ہے۔ آپ کو شاید تعجب ہوگا۔ کہ خود عیسائی پادری جو بڑے بڑے عرصہ تک اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ میں نے ان کے منہ سے سنا ہے کہ ہم نے ابھی اپنے مذہب کی پوری واقفیت حاصل نہیں کی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ عیسائیت نے کسی مقررہ بنیاد پر ترقی نہیں کی۔ بلکہ ایک غلط خیال عیسائیت کے دل میں پیدا ہوا ہے۔ جس نے اس مذہب کو تین متفرق شاخوں میں تبدیل کردیا ہے۔ کہ اس کی شکل کا پہچاننا بالکل ناممکن ہوگیا ہے۔ اور وہ غلط خیال یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ بہترین خوبی اس مذہب کی جو ہے وہ اس کی اڈپٹیلی بیٹی ہے۔ وہ مسیحیت کی سب سے بڑی خوبی یہی سمجھتے ہیں اس خیال نے ان کو فائدہ بھی پہونچایا ہے۔ کیونکہ دہریہ وغیرہ بھی اپنے آپ کو عیسائیت کی طرف ہی منسوب کرتے ہیں۔ لیکن اس نے ان کو نقصان بھی پہونچایا ہے۔ یعنی اس کی کوئی معین شکل باقی ہی نہیں رکھتی۔ ہر شخص یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ عیسائی ہے اس بات کو جائز سمجھتا ہے۔ کہ روح القدس نے اس کو وہ بات بتائی ہے۔ اور بس وہی مذہب ہے حتیٰ کہ وہ اس بات کے لکھنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ کہ ہمارے بانیان مذہب یعنی حواریان مسیح علیہ السلام اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے نہیں سمجھے۔ اور انجیل میں انہوں نے غلط طور پر لکھدیا ہے۔ کہ کم سے کم وہ ان کے ایک ایسا غیر معمولی تمیز اور تشریح کو ناجائز نہیں سمجھتے۔ جو کسی بھی مقررہ اصل کے ماتحت نہ ہو۔ اور جس کی سند اور جس کی مثال نہ اناجیل میں ملتی ہے نہ بائیبل میں ملتی ہو۔ نہ محاورہ میں ملتی ہو۔ نہ اس زمانہ کے لٹریچر میں ملتی ہو۔ بس ان حالات میں عیسائیت کا سمجھنا بہت بڑا کام ہے۔ اور محنت چاہتا ہے۔ لیکن اگر آپ اس طریق پر محنت کریں گے۔ جو میں نے بتایا ہے۔ تو آپ انشاء اللہ اس کام میں کامیاب ہوجائیں گے۔

سوال آپ کا اس قدر مختصر تھا کہ جس رنگ میں میں سمجھا ہوں اس کا جواب دیدیا ہے اگر آپ کا کوئی اور مطلب ہو تو اطلاع دیں۔ والسلام

اطلاع

تمام خریداران الحکم کی خدمت عالیہ میں التماس ہے کہ خاکسار ریکم فروری کو ایک ماہ کے ٹریننگ کیواسطے جالندھر چھاؤنی جائیگا۔ اس لئے میں نے مناسب خیال کیا ہے کہ آپ لوگوں کو اطلاع کردوں۔ اگر آپ لوگوں کی خط و کتابت میں جواب دیر سے ملے۔ تو آپ خیال فرمالیں کہ منیجر کی عدم موجودگی میں آپ کو یہ تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ حضرت قبلہ والد بزرگوار صاحب بہت ہی مصروف ہیں۔ احمدیہ سٹور و دیگر سلسلہ کے کاموں پر انکو بعض دفعہ فوراً جانا پڑتا ہے اس لئے وہ تو بمشکل اخبار کو ایڈٹ ہی کرسکتے ہیں۔ اسپر بھی وہ اپنی کوشش کرینگے کہ خریداروں کو کوئی شکایت کا موقع نہ ملے۔ وی۔ پی جن دوستوں کو گئے ہیں۔ وہ مہربانی کرکے وصول کرلیں۔ آئندہ وی۔ پی ۷ر مارچ ۱۹۲۴ء کو کئے جائینگے۔ جن دوستوں نے وعدے کئے ہوئے ہیں کہ ہم رقم بذریعہ منی آرڈر روانہ کردیں گے۔ انکو یاد دہانی کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرض سے غافل نہ ہوں۔ والسلام خاکسار

(شیخ محمد ابراہیم علی منیجر اخبار الحکم قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مضامین صادق

برادرم صادق نے جب وہ امریکہ میں تھے الحکم کے لئے ایک سلسلہ مضامین لکھنے کا وعدہ فرمایا تھا اب جبکہ وہ دیار تشنہ لب لاست تو بیننے تو یہ دلانی یہ مضامین صادق کی پہلی قسط ہے۔ (ایڈیٹر)

امریکہ جانیوالوں کے واسطے مفید معلومات

مجھے خطوط آتے ہیں جن میں امریکہ جانے اور وہاں تعلیم یا ملازمت حاصل کرنے اور رہائش ملکی وغیرہ کے متعلق سوالات ہوتے ہیں۔ اکثر خطوط کے جواب فرداً فرداً دیئے جا چکے ہیں اور اب میں فائدہ عام کیواسطے ضروری باتوں کو یہاں درج کر دیتا ہوں

پاسپورٹ امریکہ جانیکے واسطے سب سے اول پاسپورٹ کا حاصل کر لینا ضروری ہے پاسپورٹ ہر ایک شخص اپنے ضلع کے دفتر کے ذریعہ سے حاصل کر سکتا ہے۔ اسپر غالباً ایک یا دو روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ یہ پاسپورٹ گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص ہماری رعیت ہے۔ اور اسکو امریکہ جانے کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر اس پاسپورٹ پر قبل روانگی امریکن کانسل کے دستخط کرانے ضروری ہوتے ہیں۔ امریکن کانسل بمبئی اور کلکتہ میں رہتے ہیں۔ وہ غالباً دس یا پندرہ روپیہ لیکر دستخط کرتے ہیں۔ کسی شخص کو بغیر پاسپورٹ حاصل کرنے کے نہ ملک سے باہر جانے کی اجازت ہوتی ہے اور نہ کسی دوسرے ملک میں داخل ہونے دیتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص امریکہ گیا ہوا ہے۔ اس نے کوئی پاسپورٹ نہ لیا تھا۔ ہماری اس کے ساتھ خط وکتابت ہے اور ہم اس کو خوب جانتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ ٹھیک ہے۔ امریکہ میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے کبھی پاسپورٹ نہیں لیا۔ مگر اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ لوگ [illegible] کسی جہاز پر نوکر تھے۔ جب جہاز کنارے پر لگا۔ تو ملازموں کے اترنے کے دو تین دن بعد جب پھر [illegible] وہ افسر جہاز کی اجازت کے ساتھ یا بے اجازت شہر دیکھنے چلے گئے۔ اور ارادتاً یا سہواً شہر میں اتنے دن رہے کہ پیچھے سے جہاز چلا گیا۔ اور وہ اسی ملک میں رہ گئے۔ یا جہاز کے سارجنٹ وغیرہ کو رشوت دیکر چلے گئے اور لوگوں میں مل جل کر کہیں ملازم ہو گئے۔ اور وہیں رہنے لگ گئے۔ بے شک ایسے لوگ بہت ہیں لیکن اسطرح کا جانا قانون کے خلاف ہے۔ اور پُر خطر ہے بعض گرفتار ہوئے اور واپس ہندوستان بھیجے گئے۔ بعض کنارہ سمندر پر روکے گئے۔ اور مدتوں نظر بند رہے۔ اور بہت سی تکالیف اوٹھائیں۔ انسان کو چاہیئے کہ جو کام کرنا ہو اسمیں سیدھی راہ کو اختیار کرے۔ اور ناحق اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔

شرائط داخلہ کوئی شخص جس کی آنکھوں میں سخت قسم کے ککرے ہوں یا اور کوئی سخت بیماری ہو یا ایسی بیماری ہو جو ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہو یا کوئی عضو کاٹا ہوا ہو۔ یا کمزور ہو۔ یا بالکل ان پڑھ ہو ایسے آدمی کو امریکہ میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ صرف ایسے ہندوستانی ملک میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جو طالب علم ہوں۔ لیکچرار ہوں۔ مشنری ہوں۔ سیاح ہوں۔ یا سوداگر ہوں۔ کوئی شخص ملازمت یا مزدوری کے واسطے ملک کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ طلباء اگر پہلے کسی کالج کے ساتھ خط وکتابت کر لیں تو بہتر ہوگا۔ اور چاہیئے کہ اپنے باپ یا ولی سے ایک خط لے جائیں کہ وہ زمانہ تعلیم میں اسکے اخراجات باقاعدہ بھیجتا رہیگا۔ کیونکہ امریکن حکومت ایسے لوگوں کو ملک کے اندر داخل نہیں ہونے دیتی۔ جو کافی خرچ نہ ہونے کے سبب مجبوراً بھیک مانگنے لگ جائیں۔ اور اہل ملک پر ان کا بوجھ پڑے۔ کم از کم پچاس روپے امریکن سکول یا نوٹوں میں جہاز سے اترتے وقت دکھانا پڑتا ہے۔ جو احمدی دوست وہاں جانا چاہیں۔ [illegible] آسانی ہوگی اگر وہ پہلے مولوی محمد الدین صاحب سے ایک چٹھی منگوا لیں کہ یہ [illegible] اپنا آدمی ہے اور تعلیم کے واسطے آتا ہے۔ ہمارے پاس آئیگا۔ اور ہم ہر طرح سے اسکی نگہداشت کریں گے۔

جہاز جہاز پر اوّل۔ دوم۔ سوم تین درجے ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر جہازوں میں درجہ سوم نہیں ہوتا۔ درجہ اوّل بآسانی اُتر جاتے ہیں۔ ان سے بہت پوچھ گچھ نہیں ہوتی۔ سوم والوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ درجہ دوم کا کرایہ قریباً ۱۲ سو روپیہ ہوتا ہے۔ سوم کا قریباً ۴ سو روپیہ۔ جہاز بمبئی سے براہ راست باسٹن جاتا ہے۔ قریباً ایک ماہ راستہ میں لگتا ہے۔ روانگی کی تاریخیں مختلف ہوتی ہیں۔ ٹامس کک کمپنی ہارنبائی روڈ بمبئی کو خط لکھنے سے وہ تمام حالات بتلا دینگے۔

جہاز پر درجہ سوم میں عموماً کھانا اپنا پکانا ہوتا ہے درجہ دوم میں کھانا کرایہ کے اندر شامل ہوتا ہے۔ مسلمان گوشت کی بجائے مچھلی کھالیں۔ کیونکہ گوشت عموماً مذبوح نہیں ہوتا۔ لیکن جو جہاز بمبئی سے روانہ ہوتے ہیں۔ ان کے لئے گوشت بمبئی میں خرید کرکے برف میں رکھ لیا جاتا ہے وہ مذبوح ہوتا ہے۔ اور مسلمان کھا سکتے ہیں۔ جہاز پر سوار ہوتے وقت اپنی ایک آرام کرسی خرید لینی چاہیئے اور انگریزی کا ٹوپی اور انگریزی سوٹ۔ جب جہاز کنارے پر جا لگتا ہے۔ تو سب سے پہلے ڈاکٹر ملاحظہ کرتا ہے۔ اور اس کے بعد محکمہ امی گریشن کے افسر سوالات کرتے ہیں۔ جن مسافروں کو ملک کے اندر داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔ ان کو وہی جہاز یا اسی کمپنی کا دوسرا جہاز مفت واپس لے آتا ہے۔ مگر یہ مفت آنا درجہ سوم میں ہوتا ہے۔ البتہ کھانا جہاز والوں کی طرف سے مفت ملتا ہے۔

اخراجات امریکہ میں خوراک اور مکان وغیرہ کے واسطے ایک طالب علم کے لئے ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار خرچ ہو جاتا ہے۔ احتیاطاً تین ماہ کا خرچ اپنے پاس ہونا ضروری ہے۔ اس عرصہ میں عموماً کوئی نہ کوئی کام گذارے کے واسطے طالب علم کو مل جاتا ہے۔ کالج کے استاد بھی اپنے طلباء کو کام دلانے میں امداد دیتے ہیں۔ اور جس فن میں کوئی طالب علم تعلیم پاتا ہو اسی فن کے کارخانے میں عموماً کام مل جاتا ہے۔ اس میں نہ ملے تو اور کارخانوں میں کام مل جاتا ہے۔

تلاش کام ہر بڑے شہر میں چند ہندوستانی ضرور ہوتے ہیں۔ جو تلاش کرنے سے مل جاتے ہیں۔ نیویارک میں ہندوستانیوں کے دو ہوٹل ہیں عربوں یا مصریوں کے ہوٹل بھی ہیں۔ ان میں بھی ہندوستانی پائے جاتے ہیں۔ وہ ہندوستانی دوسرے نئے ہندوستانیوں کو کام تلاش کرنے میں عموماً امداد دیدیتے ہیں۔

تعلیم تعلیم کے متعلق بعض لوگ سوال کرتے ہیں۔ کہ ہم وہاں جاکر کیا تعلیم حاصل کریں۔ یہ امر ہر ایک شخص کے مذاق پر منحصر ہے۔ ہر ایک قسم کی تعلیم کے واسطے وہاں کالج موجود ہیں۔ آجکل اس امر کو پسند کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی ایک فن کی ایک شاخ کو لے۔ اور اسمیں کمال حاصل کرے۔ پس آنکھ کا علاج [illegible] کا علاج۔ چشمے بنانے کا کام۔ [illegible] سازی میونسپلٹی کی ضروریات کیواسطے بجلی کا کام۔ لوکوموٹو انجن کا کام۔ عمارتوں کے نقشے بنانے کا کام۔ عمارت بنانے کا کام۔ اکومنٹی پہاڑی کانوں کا علم۔ زیر زمین قدرتی دفینوں کا علم۔ علم نباتات۔ علم زراعت علم رنگ سازی۔ علم جواہرات۔ حجامی۔ بوٹ سازی۔ تجارت کے عام اصول۔ مطبع کا کام۔ اخبار نویسی۔ اسطرح صدہا کام ہیں اور ہر کام کے مدارس ہیں۔ عموماً دو یا تین سال کے کورس ہوتے ہیں۔

کالج نیویارک۔ فلاڈلفیا۔ شکاگو میں ہر قسم کی تعلیم کے کالج اور سکول ہیں۔ شہر اربانا۔ ریاست انڈیانا میں ایک کالج مشہور ہے کہ وہاں ہندوستانیوں کے ساتھ ہمدردی نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ شکاگو کا کرایہ ریل باسٹن یا نیویارک سے قریباً ایک سو روپیہ ہے۔ امریکہ کی ریلوں میں اوّل دوم سوم درجے نہیں ہوتے۔ لیکن سونے کی گاڑی الگ ہوتی ہے۔ اور اسکا کرایہ کسی قدر زیادہ ہوتا ہے۔

حج بدل

ایک احمدی عرب واپس اپنے وطن مکہ معظمہ کو جانا چاہتے ہیں۔

اگر کوئی صاحب حج بدل کرانا چاہتے ہیں۔ تو مطلع فرماویں۔

تاکہ اسکے ساتھ انتظام کیا جاوے۔

(محمد صادق عفا عنہ۔ جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان)

جماعت احمدیہ کے سالانہ کام پر ایک نظر

سالانہ جلسہ کے متعلق عام باتوں کا تذکرہ میں نے کیا ہے ابھی تک تقریروں کے متعلق میں نے کچھ نہیں لکھا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اس کی ضرورت بھی نہیں۔ البتہ مجھکو یہ بتا دینا چاہیئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی یہ عام خواہش ہے۔ کہ مختلف لوگ تقریریں کرنے کا مذاق پیدا کریں اور احمدیہ پلیٹ فارم چند آدمیوں کے لئے مخصوص نہ ہو جائے چنانچہ اس سال میں میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور جب پروگرام پیش ہوا تو آپ نے یہی منشا ظاہر کیا اور بعض احباب کو تقریر کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس لئے آئندہ اس امر کو خصوصیت سے مد نظر رکھا جائیگا۔ اس جگہ مجھے یہ بھی عرض کر دینا ہے۔ کہ جو لوگ سالانہ جلسہ پر انتظامی حیثیت سے کام کر رہے ہوں۔ ان کی تقریر وغیرہ اول تو رکھی نہ جائے۔ اور اگر ان کی قابلیت سے فائدہ اٹھانا ضروری ہو تو ان کو موقعہ ملنا چاہیئے۔ کہ وہ تیاری کر سکیں۔ چنانچہ میں دو سال سے دیکھ رہا ہوں۔ کہ مکرمی میر محمد اسحٰق صاحب کی تقریر پروگرام میں ہوتی ہے۔ اور وہ تقریر نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ انتظام جلسہ میں وہ مصروف ہوتے ہیں۔ ایسا ہی بعض تقریروں کے متعلق یہ نقص ہوتا ہے کہ مضمون نہایت اہم اور وسعت خواہ ہوتا ہے۔ مگر تقریر کے لئے وقت کافی نہیں ہے۔ گو یہ قابل مقرر کی یہ خوبی ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے مضمون کو وقتی ضرورت کے ماتحت وسیع اور مختصر کر سکے۔ اور خدا کے فضل سے یہ بات ہمارے مقررین میں ہے۔ مگر پھر بھی مضمون کی نوعیت جسقدر وقت چاہتی ہو اتنا ملنا چاہیئے۔ چنانچہ مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب کے مضمون کے ساتھ دو سال سے یہی سلوک ہوتا ہے۔ کہ بوجہ تنگی وقت اسے ادھورا ہی چھوڑنا پڑتا ہے۔

ایسا ہی مجھے پروگرام کے سلسلہ میں یہ بھی عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ حالات سلسلہ پر کوئی تقریر نہیں ہوتی۔ جو جماعت کے اس حصہ کے لئے مفید ہو جو اب شامل ہو رہا ہے۔ اور وہ طبعاً چاہتے ہیں کہ اپنے آقا اور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی کو سنیں۔ آئندہ امید ہے۔ اس ضرورت کا بھی احساس رہے گا۔

ان امور کے تذکرہ کے بعد میں اس کام پر نظر کرنا چاہتا ہوں۔ جو ہماری جماعت نے اس سال کے اندر کیا ہے۔ میری غرض اس تنقید سے یہ نہیں۔ کہ میں نقطہ چینی کی اس خطرناک سپرٹ کو پیدا کروں جو قوموں اور افراد کیلئے مہلک ہوتی ہے۔ بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ جب تک ہم اپنے کاموں کو اس نقطہ نگاہ سے نہیں دیکھتے کہ ان میں ترقی کے لئے ابھی ہم کو کیا کرنا ہے۔ اصلی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور جماعت کو تحریک نہیں ہوتی۔ کہ وہ جوش اور جرأت سے اپنا قدم آگے بڑھائے۔ پس اسی نگاہ سے اس سلسلہ کو بڑھنا چاہیئے۔

سلسلہ کے کاموں کی تقسیم

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منصب خلافت کے لحاظ سے جماعت کے اغراض و مقاصد کو مد نظر رکھکر کام کی تقسیم کر دی ہوئی ہے۔ اور اس کیلئے مختلف صیغے ضروریات جماعت کے لئے قائم کر دئے ہوئے ہیں۔ جو اپنے دائرہ عمل میں براہ راست ہدایات حاصل کر کے ایک نظام عمل کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ میری مراد ان صیغہ جات سے نظارتوں کا سلسلہ ہے۔ ایسا ہی صدر انجمن اپنے ہائی سکول۔ مقبرہ بہشتی اور دیگر انسٹی ٹیوشنز کا انتظام کر رہی ہے میرے پاس تفصیلی طور پر ان صیغہ جات کی کوئی رپورٹ نہیں۔ لیکن میں کوشش کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہو واقعات کی روشنی میں جماعت کو اپنے کام پر نظر کرنے کا موقعہ ملے۔

صیغہ ڈاک

سب سے پہلے میں صیغہ ڈاک کو لیتا ہوں کہ یہ سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے اس لئے کہ اس صیغہ کے ذریعہ براہ راست جماعت کو اپنے سید و مولیٰ امام کیساتھ تعلقات کا موقعہ ملتا ہے۔ اور ہر شخص قدرتی طور پر چاہتا ہے کہ اس کے تعلقات دن بدن اپنے آقا سے بڑھیں۔ اور وہ اپنے ذاتی کاموں میں آپ کی رہنمائی اور مشورہ کا بے حد محتاج ہوتا ہے۔ پس اس صیغہ کا جہاں یہ فرض ہے کہ وہ اس تعلق کو مضبوط کرنے میں اپنے احباب کو مدد دے۔ اس کے فرائض میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہ ان اسرار [illegible] کی نہایت احتیاط سے دیتا ہو جو خادم اپنے آقا کے پیش [illegible] صیغہ کا انچارج مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کے ہاتھ میں ہے۔ [illegible] صاحبزادہ افتخار احمد صاحب ہیں۔ صاحبزادہ صاحب بہت پرانے [illegible] تیس برس کے قریب ہوتا ہے کہ وہ قادیان میں آئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت مہد ہی سے یہ کام کرتے ہیں۔ مولوی رحیم بخش صاحب جس اخلاص محنت اور سرگرمی سے اس خدمت کو سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ قابل رشک ہے میں نے بھی ایک آدھ مرتبہ اس خدمت کو سرانجام دیا ہے۔ اور میں اس کی مشکلات اور اہمیت سے واقف ہوں اور قادیان سے باہر رہ کر میں نے اس احساس کا بھی مزا چکھا ہے۔ جو قادیان سے خط کا جواب آنے میں ہوتا ہے۔ محکمہ ڈاک میں اب ایک ضابطہ اور انتظام کام کرتا ہے۔ خطوط پر دفتر کی ایک مہر لگائی جاتی ہے۔ جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کس تاریخ دفتر میں بغرض جواب آیا۔ اور آمد ڈاک کے رجسٹر کا نمبر بھی دیا جاتا ہے۔

دفتر میں خطوط کے متعلق مختلف قسم کے فائل باقاعدہ تیار ہو چکے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے اہم اور ضروری خطوط کی نقول رکھی جاتی ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ بعض ضروری اور مفید عام خطوط اخبارات کے ذریعہ اشاعت بھی پاتے ہیں۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بعض ضروری حالات خاص احباب کو جو اس قسم کی خواہش کرتے ہیں یا اپنے تعلقات حضرت صاحب سے محبت و اخلاص کے ایسے رکھتے ہیں۔ اور افسر ڈاک کو علم ہوتا ہے۔ وقتاً فوقتاً اگر ان کے خط آئے ہیں۔ دیر بھی ہو گئی ہو لکھے جاتے ہیں۔ جس سے وہ اپنے ایمان میں ایک قوت اور تازگی پاتے ہیں۔

میرے اپنے ایمان میں جس جس قدر کوئی شخص اپنے تعلق کو قادیان سے بڑھاتا ہے۔ اسی اسی قدر وہ اپنے ایمان میں ایک ترقی اور قوت پاتا ہے۔ اور اس کے عام ذرائع میں سے ایک بڑا ذریعہ یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو بار بار خطوط لکھے جاویں اس بات کی پرواہ نہ کیجئے کہ ان کو جواب دیا گیا ہے یا نہیں۔ اگرچہ میرا یقین ہے کہ آجکل محکمہ ڈاک میں کوئی خط جو جواب طلب ہو ہر وقت جواب سے خالی نہیں رکھا جاتا۔

ممکن ہے یہ فلسفہ الفاظ کے ذریعہ سمجھ میں نہ آ سکے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ خط و کتابت سے ایمان میں ترقی ضرور ہوتی ہے۔ اس صیغہ کے ذریعہ جو کام ہو رہا ہے میں نے شروع میں بتایا ہے۔ کہ نہایت اہم ہے۔ میرا مقصد رپورٹ پیش کرنا نہیں۔ بلکہ ایک تنقیدی نظر کرنا ہے۔ اس لئے میں خود ناظرین پر اس بات کو چھوڑ دیتا ہوں انہیں سے جسقدر حضرت کیساتھ خط و کتابت کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ سب ذاتی طور پر سمجھتے ہیں۔ کہ انکو محکمہ ڈاک کے انتظام میں ہر طرح تسلی اور اطمینان ہے میں ایک ضرورت کا احساس کرتا ہوں۔ اگرچہ اس کمی کیوجہ سے میں صیغہ ڈاک کو ذمہ دار نہیں سمجھتا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ ہفتہ میں ایک آدھ خط ایسا ضرور لکھا کرتے تھے۔ جو گویا ہفتہ وار ڈائری ہوتی تھی۔ وہ مؤثر الفاظ میں کیفیت قلبی اور ذوق سلیم کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تحریر ہوتی تھی جو دل سے نکل کر دلوں پر پڑتی تھی۔ اور خلاصہ ہوتا تھا تمام کاموں کا۔ کچھ شک نہیں کہ اسوقت نہ تو اس کثرت سے خطوط آتے تھے اور نہ اسقدر سلسلہ کے کاموں کا دائرہ وسیع تھا۔ لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ وہ زمانہ بلحاظ نفوذ اور اہمیت کے بلحاظ سے اس عہد سے کم نہ تھا۔ بلکہ بڑھکر تھا۔ اب کثرت کار کی نوعیت بدل گئی ہے۔

ضرورت ہے کہ اس قسم کی ہفتہ وار چٹھی صیغہ ڈاک کی طرف سے شائع ہو۔ اور ایسا ہی ایک ہفتہ وار چٹھی ناظر اعلیٰ کی طرف سے ہو۔ جس میں گویا ان کے ماتحت صیغہ جات کی ایک رپورٹ کا خلاصہ ہو۔ ہفتہ وار نہ ہو تو ماہانہ ہی ہو۔ مگر مجھے اس صاف گوئی کے لئے معاف رکھا جائے۔ کہ یہ روح ابھی تک صیغہ جات نظارت میں پائی نہیں جاتی۔ اس قسم کی رپورٹیں قوموں میں زندگی اور عملی تحریک کا موجب اور اصلاحی مشوروں کی محرک ہوتی ہیں۔ باوجودیکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے مشورہ کی روح کو نہایت مضبوطی کیساتھ جماعت میں پیدا کر دیا ہے۔ اور آپ عموماً مشورہ کرتے ہیں۔ مگر اس روح کو مفید اور ترقی دینے کیلئے جو اسباب ہیں ابھی ہم ان کو ہاتھ میں نہیں لے رہے ہیں اور رپورٹوں کی اشاعت منجملہ ان اسباب کے ایک سبب ہے۔

غرض محکمہ ڈاک کی طرف سے ایک ہفتہ وار چٹھی اخبارات میں ضرور شائع ہونی چاہیئے۔ جو قادیان کے ہفتہ کی قائم مقام ہو۔ اور چٹھی میں حضرت خلیفۃ المسیح کی ہفتہ بھر کی مصروفیت کا ایک مختصر سا دلآویز نقشہ ہو۔ اور نظارتوں کے ماہوار کام کی رپورٹ مختصر اور مفید طریق پر ماہانہ شائع ہو۔ (باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کے سالانہ کام پر ایک نظر

سالانہ جلسہ کے متعلق عام باتوں کا تذکرہ میں نے کیا ہے ابھی تک تقریروں کے متعلق میں نے کچھ نہیں لکھا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اس کی ضرورت بھی نہیں۔ البتہ مجھکو یہ بتا دینا چاہیئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی یہ عام خواہش ہے۔ کہ مختلف لوگ تقریریں کرنے کا مذاق پیدا کریں اور احمدیہ پلیٹ فارم چند آدمیوں کے لئے مخصوص نہ ہو جائے چنانچہ اس سال میں میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور جب پروگرام پیش ہوا تو آپ نے یہی منشا ظاہر کیا اور بعض احباب کو تقریر کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس لئے آئندہ اس امر کو خصوصیت سے مدنظر رکھا جائیگا۔ اس جگہ مجھے یہ بھی عرض کر دینا ہے۔ کہ جو لوگ سالانہ جلسہ پر انتظامی حیثیت سے کام کر رہے ہوں۔ ان کی تقریر وغیرہ اول تو رکھی نہ جائے۔ اور اگر ان کی قابلیت سے فائدہ اٹھانا ضروری ہو تو ان کو موقعہ ملنا چاہیئے۔ کہ وہ تیاری کر سکیں۔ چنانچہ میں دو سال سے دیکھ رہا ہوں۔ کہ مکرمی میر محمد اسحٰق صاحب کی تقریر پروگرام میں ہوتی ہے۔ اور وہ تقریر نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ انتظام جلسہ میں وہ مصروف ہوتے ہیں۔ ایسا ہی بعض تقریروں کے متعلق یہ نقص ہوتا ہے کہ مضمون نہایت اہم اور وسعت خواہ ہوتا ہے۔ مگر تقریر کے لئے وقت کافی نہیں ہے۔ گو یہ قابل مقرر کی یہ خوبی ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے مضمون کو وقتی ضرورت کے ماتحت وسیع اور مختصر کر سکے۔ اور خدا کے فضل سے یہ بات ہمارے مقررین میں ہے۔ مگر پھر بھی مضمون کی نوعیت جسقدر وقت چاہتی ہو اتنا ملنا چاہیئے۔ چنانچہ مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب کے مضمون کے ساتھ دو سال سے یہی سلوک ہوتا ہے۔ کہ بوجہ تنگی وقت اسے ادھورا ہی چھوڑنا پڑتا ہے۔

ایسا ہی مجھے پروگرام کے سلسلہ میں یہ بھی عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ حالات سلسلہ پر کوئی تقریر نہیں ہوتی۔ جو جماعت کے اس حصہ کے لئے مفید ہو جو اب شامل ہو رہا ہے۔ اور وہ طبعاً چاہتے ہیں کہ اپنے آقا اور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی کو سنیں۔ آئندہ امید ہے۔ اس ضرورت کا بھی احساس رہے گا۔

ان امور کے تذکرہ کے بعد میں اس کام پر نظر کرنا چاہتا ہوں۔ جو ہماری جماعت نے اس سال کے اندر کیا ہے۔ میری غرض اس تنقید سے یہ نہیں۔ کہ میں نقطہ چینی کی اس خطرناک سپرٹ کو پیدا کروں جو قوموں اور افراد کیلئے مہلک ہوتی ہے۔ بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ جب تک ہم اپنے کاموں کو اس نقطہ نگاہ سے نہیں دیکھتے کہ ان میں ترقی کے لئے ابھی ہم کو کیا کرنا ہے۔ اصلی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور جماعت کو تحریک نہیں ہوتی۔ کہ وہ جوش اور جرأت سے اپنا قدم آگے بڑھائے۔ پس اسی نگاہ سے اس سلسلہ کو بڑھنا چاہیئے۔

سلسلہ کے کاموں کی تقسیم

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منصب خلافت کے لحاظ سے جماعت کے اغراض و مقاصد کو مدنظر رکھکر کام کی تقسیم کر دی ہوئی ہے۔ اور اس کیلئے مختلف صیغے ضروریات جماعت کے لئے قائم کر دئے ہوئے ہیں۔ جو اپنے دائرہ عمل میں براہ راست ہدایات حاصل کر کے ایک نظام عمل کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ میری مراد ان صیغہ جات سے نظارتوں کا سلسلہ ہے۔ ایسا ہی صدر انجمن اپنے ہائی سکول۔ مقبرہ بہشتی اور دیگر انسٹی ٹیوشنز کا انتظام کر رہی ہے میرے پاس تفصیلی طور پر ان صیغہ جات کی کوئی رپورٹ نہیں۔ لیکن میں کوشش کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہو واقعات کی روشنی میں جماعت کو اپنے کام پر نظر کرنے کا موقعہ ملے۔

صیغہ ڈاک

سب سے پہلے میں صیغہ ڈاک کو لیتا ہوں کہ یہ سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے اس لئے کہ اس صیغہ کے ذریعہ براہ راست جماعت کو اپنے سید و مولیٰ امام کیساتھ تعلقات کا موقعہ ملتا ہے۔ اور ہر شخص قدرتی طور پر چاہتا ہے کہ اس کے تعلقات دن بدن اپنے آقا سے بڑھیں۔ اور وہ اپنے ذاتی کاموں میں آپ کی رہنمائی اور مشورہ کا بے حد محتاج ہوتا ہے۔ پس اس صیغہ کا جہاں یہ فرض ہے کہ وہ اس تعلق کو مضبوط کرنے میں اپنے احباب کو مدد دے۔ اس کے فرائض میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہ ان اسرار [illegible] کی نہایت احتیاط سے دیتا ہو جو خادم اپنے آقا کے پیش [illegible] صیغہ کا چارج مولوی رحیم بخش صاحب [illegible] ایم۔ اے کے ہاتھ میں [illegible] صاحبزادہ افتخار احمد صاحب ہیں۔ صاحبزادہ صاحب بہت پرانے [illegible] تیس برس کے قریب ہوتا ہے کہ وہ قادیان میں آئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت ہی سے یہ کام کرتے ہیں۔ مولوی رحیم بخش صاحب جس اخلاص محنت اور سرگرمی سے اس خدمت کو سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ قابل رشک ہے میں نے بھی ایک آدھ مرتبہ اس خدمت کو سرانجام دیا ہے اور میں اس کی مشکلات اور اہمیت سے واقف ہوں اور قادیان سے باہر رہ کر میں نے اس احساس کا بھی مزا چکھا ہے۔ جو قادیان سے خط کا جواب آنے میں ہوتا ہے۔ محکمہ ڈاک میں اب ایک ضابطہ اور انتظام کام کرتا ہے۔ خطوط پر دفتر کی ایک مہر لگائی جاتی ہے۔ جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کس تاریخ دفتر میں بغرض جواب آیا۔ اور آمدہ ڈاک کے رجسٹر کا نمبر بھی دیا جاتا ہے۔

دفتر میں خطوط کے متعلق مختلف قسم کے فائل باقاعدہ تیار ہو چکے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے اہم اور ضروری خطوط کی نقول رکھی جاتی ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ بعض ضروری اور مفید عام خطوط اخبارات کے ذریعہ اشاعت بھی پاتے ہیں۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بعض ضروری حالات خاص احباب کو جو اس قسم کی خواہش کرتے ہیں یا اپنے تعلقات حضرت صاحب سے محبت و اخلاص کے ایسے رکھتے ہیں۔ اور افسر ڈاک کو علم ہوتا ہے۔ وقتاً فوقتاً اگر ان کے خط آتے ہیں۔ دیر بھی ہوئی ہو لکھے جاتے ہیں۔ جس سے وہ اپنے ایمان میں ایک قوت اور تازگی پاتے ہیں۔

میرے اپنے ایمان میں جس جس قدر کوئی شخص اپنے تعلق کو قادیان سے بڑھاتا ہے۔ اسی اسی قدر وہ اپنے ایمان میں ایک ترقی اور قوت پاتا ہے۔ اور اس کے عام ذرائع میں سے ایک بڑا ذریعہ یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو بار بار خطوط لکھے جاویں اس بات کی پرواہ نہ کیجئے کہ ان کو جواب دیا گیا ہے یا نہیں۔ اگرچہ میرا یقین ہے کہ آجکل محکمہ ڈاک میں کوئی خط جو جواب طلب ہو ہر وقت جواب سے خالی نہیں رکھا جاتا۔

ممکن ہے یہ فلسفہ الفاظ کے ذریعہ سمجھ میں نہ آسکے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ خط و کتابت سے ایمان میں ترقی ضرور ہوتی ہے۔ اس صیغہ کے ذریعہ جو کام ہو رہا ہے میں نے شروع میں بتایا ہے۔ کہ نہایت اہم ہے۔ میرا مقصد رپورٹ پیش کرنا نہیں۔ بلکہ ایک تنقیدی نظر کرنا ہے۔ اس لئے میں خود ناظرین پر اس بات کو چھوڑ دیتا ہوں انہیں سے جسقدر حضرت کیساتھ خط و کتابت کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ سب ذاتی طور پر سمجھتے ہیں۔ کہ انکو محکمہ ڈاک کے انتظام میں ہر طرح تسلی اور اطمینان ہے میں ایک ضرورت کا احساس کرتا ہوں۔ اگرچہ اس کمی کیوجہ سے میں صیغہ ڈاک کو ذمہ وار نہیں سمجھتا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ ہفتہ میں ایک آدھ خط ایسا ضرور لکھا کرتے تھے۔ جو گویا ہفتہ وار ڈائری ہوتی تھی۔ وہ مؤثر الفاظ میں کیفیت قلبی اور ذوق سلیم کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تحریر ہوتی تھی۔ جو دل سے نکل کر دلوں پر پڑتی تھی۔ اور خلاصہ ہوتا تھا تمام کاموں کا۔ کچھ شک نہیں کہ اسوقت نہ تو اس کثرت سے خطوط آتے تھے اور نہ اسقدر سلسلہ کے کاموں کا دائرہ وسیع تھا۔ لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ وہ زمانہ بلحاظ قیمت اور اہمیت کے لحاظ سے اس عہد سے کم نہ تھا۔ بلکہ بڑھکر تھا۔ اب کثرت کار کی نوعیت بدل گئی ہے۔

ضرورت ہے کہ اس قسم کی ہفتہ وار چٹھی صیغہ ڈاک کی طرف سے شائع ہو۔ اور ایسا ہی ایک ہفتہ وار چٹھی ناظر اعلیٰ کی طرف سے ہو۔ جس میں گویا ان کے ماتحت صیغہ جات کی ایک رپورٹ کا خلاصہ ہو۔ ہفتہ وار نہ ہو تو ماہانہ ہی ہو۔ مگر مجھے اس صاف گوئی کے لئے معاف رکھا جائے۔ کہ یہ روح ابھی تک صیغہ جات نظارت میں پائی نہیں جاتی۔ اس قسم کی رپورٹیں قوموں میں زندگی اور عملی تحریک کا موجب اور اصلاحی مشوروں کی محرک ہوتی ہیں۔ باوجودیکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے مشورہ کی روح کو نہایت مضبوطی کیساتھ جماعت میں پیدا کر دیا ہے۔ اور آپ عموماً مشورہ کرتے ہیں۔ مگر اس روح کو مفید اور ترقی دینے کیلئے جو اسباب ہیں ابھی ہم ان کو ہاتھ میں نہیں لے رہے ہیں اور رپورٹوں کی اشاعت منجملہ ان اسباب کے ایک سبب ہے۔

غرض محکمہ ڈاک کی طرف سے ایک ہفتہ وار چٹھی اخبارات میں ضرور شائع ہونی چاہیئے۔ جو قادیان کے ہفتہ کی قائم مقام ہو۔ اور چٹھی میں حضرت خلیفۃ المسیح کی ہفتہ بھر کی مصروفیت کا ایک مختصر سا دلآویز نقشہ ہو۔ اور نظارتوں کے ماہوار کام کی رپورٹ مختصر اور مفید طریق پر ماہانہ شائع ہو۔ (باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرحدی پولیسی اقتصادی پولیسی ہو

سرحدی شورشیں آئے دن تشویش کا موجب ہوتی ہیں - اور اسی لیئے سرحدی پولیسی کے متعلق آج کل ولایت میں نئے خیالات کا اظہار ہو رہا ہے - اور یہ جدید خیالات حزب العمال کی جدید پولیسی کو ظاہر کرتے ہیں مسئلہ افغانستان کے متعلق مسٹر بریکسفورڈ نے جن خیالات کا اظہار نیو لیڈر میں کیا ہے - وہ بہت کچھ اہمیت رکھتے ہیں - انہوں نے سرحدی فوجی پولیسی کو اقتصادی پولیسی کی صورت میں تبدیل کر دینے کی رائے دی ہے -

اخبار الحکم کوئی سیاسی پرچہ نہیں کہ وہ سیاسی مسائل پر خامہ زنی کرے - لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ سنہ ۱۹۱۹ء میں ایڈیٹر الحکم کو ٹوچی ویلی میں جانے کا اتفاق ہوا - اور اس نے سرحدی اقوام کے حالات کا مطالعہ کیا - اور ملک کے امن عامہ کے نقطہ نظر سے اس نے میران شاہ کے پولیٹیکل ایجنٹ میجر اے گیرٹ صاحب بہادر اور میجر ہمفری (جو آج کل غالباً کابل میں ہیں) سے تبادلہ خیالات کیا - اور اس سلسلہ میں یہ بتایا تھا - کہ سرحدی اقوام کی شورشوں کی بڑی وجہ ان کی مفلسی اور قلاشی ہے - اور اگر گورنمنٹ ان کی اصلاح مالی کے لئے اقتصادی سکیم ہاتھ میں لے تو زیادہ مفید ہو سکتی ہے - میں نے اپنی سکیم ان ذمہ وار افسروں کے سامنے پیش بھی کی تھی - جس سے انہوں نے بظاہر اتفاق رائے بھی کیا - لیکن چونکہ میں نہ تو زیادہ عرصہ کے لئے وہاں رہ سکتا تھا - اور نہ میرے فرائض منصبی میں یہ امر داخل تھا - وہ سکیم ویسے ہی رہی - آج حزب العمال نے صحیح علاج کو سوچ لیا ہے - حقیقت میں اگر سرحد پر اقتصادی سکیم عمل میں لائی جائے - تو بہت جلد ان مفلس اقوام کی حالت میں تغیر واقع ہو سکتا ہے -

میں نے جو سکیم پیش کی تھی - اور جسے میں اب بھی قابل عمل یقین کرتا ہوں وہ یہ تھی کہ سر دست وہاں ابتدائی تعلیم درسگاہیں اسی اصول پر قائم کی جائیں - کہ بچوں میں لکھنے پڑھنے کے مذاق کیساتھ صنعتی اور حرفتی مذاق پیدا ہو جائے - اور مختلف قسم کے کارخانے کھول کر جوانوں کو اس میں لگایا جائے - اس کی تشریح کا اس وقت موقعہ نہیں - حزب العمال نے جو پروگرام سوچا ہے وہ اسی اصول پر ہے -

اسی وجہ ان آئے دن کے فسادات کی محض قلاشی ہے - اور اس کی وجہ سے جو لوٹ کھسوٹ کا پیشہ انہوں نے اختیار کر رکھا ہے - اس کو جائز کرنے کے لیئے اپنی حرکات کو جہاد اور غزا کا رنگ دیتے ہیں - لیکن اگر ان کی تعلیم و تربیت صحیح اصول پر ہو - اور ان کی مالی مشکلات اور بیکاری کو دور کرنے کے لیئے مختلف قسم کی درسگاہیں - اور صنعتی تعلیم گاہیں قائم ہو جائیں تو یقین ہے کہ بہت جلد اصلاح ہو جائیگی - کچھ تعجب نہیں حزب العمال کی پولیسی مفید نتائج پیدا کرے لیکن یہ بہت بڑی غلطی ہوگی - اگر اس نئی پولیسی کو زیر عمل لاتے ہی فوجی استحکامات کو کمزور کر دیا جائے - جب تک پانچ چھ سال جدید پولیسی پر نہ گزر جائیں - کسی قسم کا تغیر فوجی طاقت میں خالی از خطرہ نہ ہوگا -

حیدرآباد کی بدقسمتی

ریاست حیدرآباد میں اب تک ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو اپنے ملکی مفاد کو ذاتی مفاد پر قربان کر دیتے ہیں - اس کو ملک کی بدقسمتی سمجھتا ہوں -

سر علی امام کے خلاف اب تک اخبارات میں مضامین کا سلسلہ چلا جاتا ہے - اس سلسلہ مضامین سے سر علی کا تو کچھ بگڑتا نہیں - البتہ اس سے نظام پر اعتراض پڑتا ہے -

یہ ریاست کے نادان دوستوں کی حرکات ہیں - کہ ایک طرف وہ نظام سے اعلیٰ درجہ کے اخلاص و ارادت کا اظہار کرتے ہیں - اور دوسری طرف اس کی کاروائیوں پر ایسے رنگ میں نکتہ چینی کرتے ہیں - جو اس کو ایک ناقابل حکمران ثابت کرے - ایک طرف ہندو اخبارات نے ایکا کیا ہوا ہے - کہ وہ ریاست کے انتظام کی خرابیوں کو ہر ہفت میں شائع کریں - چنانچہ سوراجیہ مدراس اور بعض اردو اخبار ملاپ پرتاپ - تیج - وغیرہ میں سنسنی خیز عنوانات قائم کر کے ایک سلسلہ مضامین کا لکھا جا رہا ہے - اس سلسلہ کے لکھنے والے یقیناً حیدرآباد میں بیٹھکر یہ کام کر رہے ہیں - اور دفتری حالات سے پورے واقف ہیں - دوسری طرف استرداد برار کے سوال کے ضمن میں پیسہ اخبار میں خصوصیت سے سر علی امام کی مخالفت میں وقتاً فوقتاً مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں - اور ان مضامین کی سپرٹ منتقمانہ ہے -

میں نے پہلے بھی اپنے خیال کا اظہار کیا ہے - کہ کچھ شک نہیں ریاست کے اندرونی انتظام میں بہت اصلاح اور ترقی کی گنجائش ہے - لیکن یہ مخالفت کا سلسلہ اب شروع کیا گیا ہے - اس کے نتائج نہایت خطرناک معلوم ہوتے ہیں - اور اندیشہ ہو سکتا ہے - کہ اگر اسی سلسلہ کا انسداد نہ ہوا تو آخر گورنمنٹ کو کوئی تحقیقاتی کمیشن بٹھانا پڑیگا -

ابھی جو تازہ ترین مضامین شائع ہوئے ہیں ان کی سرخیاں کیسی ڈرانے والی ہیں -

ریاست حیدرآباد میں فرمان کی عجیب و غریب حکومت

فرمان شاہی کس طرح دھڑا دھڑ نازل ہو رہے ہیں

ایک ذی عزت خاندان کی فاقہ کشی کا نظارہ

اب جو شخص بھی ان عنوانوں کو پڑھیگا - ایک مرتبہ ضرور کانپ اٹھے گا - کہ بڑے بڑے مظالم ہو رہے ہیں - اور اندھا دھند لوٹ مچی ہوئی ہے - ریاست صرف اسی قدر ضروری سمجھتی ہے کہ ایسے اخبار کا داخلہ حدود ریاست میں بند کر دے - مجھکو تعجب ہے کہ ریاست کے خیرخواہ یہ مشورہ نہیں دیتے - کہ یہ پولیسی صحیح نہیں اس سے لوگوں کو نہ صرف ان اخبارات کے پڑھنے کے لئے دوسرے طریق اختیار کرنے پڑتے ہیں - بلکہ پبلک اسی کو ریاست کی کمزوری سمجھتی ہے - کہ وہ کوئی صحیح جواب نہیں دے سکتی - واقعات جو پیش کئے جا رہے ہیں ان کا جواب صرف اس طریق سے نہیں ہو سکتا - واقعات کی روشنی میں اسکی تردید لازمی چیز ہے - بحیثیت ایک مسلمان ریاست کے ہر مسلمان کو اس کے ساتھ ہمدردی ہے - اور وہ پسند نہیں کرتا کہ کسی وجہ سے اس کو چشم زخم پہونچے - استرداد برار کا سوال جبکہ نظام نے سر علی کے ہاتھ میں دیا ہے - تو کسی کو کیا حق ہے - کہ وہ اسپر بلا وجہ سر علی کی مخالفت کرتا چلا جاوے - سر علی کی قانونی قابلیت مسلم ہے - اس کا تجربہ اور حیدرآباد پولیٹکس سے اس کی پوری واقفیت اس امر کی کافی ضمانت ہے کہ وہ عمدگی سے کام کر سکتا ہے - اس میں کامیاب ہونا یا نہ ہونا یہ دوسرا مرحلہ ہے - میں جانتا ہوں کوئی شخص بھی اس کی گارنٹی نہیں کر سکتا - اگر برار کا سوال اس کے ہاتھ میں دیا جاوے - تو وہ یقیناً کامیاب ہو جائیگا - کام کرنے والے کو دیانت اور امانت کے ساتھ اپنے فرض کو سرانجام دینا چاہیئے -

بہر حال سر علی امام کی مخالفت نادان دوست کا کام ہے - اور دشمن تو ریاست کے خلاف اپنے تمام ہتھیاروں کے ساتھ حملہ آور ہو ہی رہے ہیں - خدا تعالیٰ ہی رحم کرے -

مجاہد مصری کو ضرورت ہے

مصر میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت و تبلیغ کا کام شروع ہو گیا ہے - اور اس میں اللہ تعالےٰ کے فضل و تائید سے کامیابی ہو رہی ہے - مجاہد مصری اس امر کی ضرورت محسوس کرتا ہے - کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف اور سلسلہ کے متعلق دوسری کتب ضروریہ اور اخبارات سلسلہ کے فائل مہیا کر کے ایک لائبریری مہیا کر دی جائے جہاں طالبان حق آ کر ان سے فائدہ اٹھائیں - یہ کام کسی ایک شخص کے کرنے کا نہیں - اگر احباب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں سے ایک ایک دو دو لیکر اس لائبریری کو مکمل کر دیں - تو یہ ایک صدقہ جاریہ ہوگا - ایسا ہی اخبارات کے فائل بھی مطلوب ہیں - انگریزی ریویو کے فائل اور انگریزی کتب کا ذخیرہ بہت مفید ہو سکتا ہے -

عربی اور انگریزی کتابوں کے متعدد نسخے ہونے چاہئیں - جو صاحب کوئی کتاب وغیرہ اس سلسلہ میں دینا چاہیں وہ دفتر الحکم کو اطلاع دیں - یا براہ راست مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدیں -

شیخ محمود احمد احمدی جرنلسٹ و احمدی مبلغ خلیج مصری
نمبر ۵۰۵ قاہرہ (مصر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

مورخہ ۲۵ جنوری [illegible]ء

میں بوجہ گلے کی تکلیف کے زیادہ بول نہیں سکتا۔ لیکن چونکہ خطبہ جمعہ ہی ایک ایسا موقعہ ہے کہ جسمیں کم از کم گرد و نواح کے لوگ بھی شامل ہوجاتے ہیں۔ اور ان کو بھی بعض باتوں کے سننے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اس لیئے میں آپ ہی مختصر خطبہ کیلئے کھڑا ہوگیا ہوں۔ میرا یہ طریق ہے کہ میں ہمیشہ یا بالعموم خطبوں اور لیکچروں سے پہلے سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں۔

سورہ فاتحہ تمام ضروری امور پر مشتمل ہے

سورہ فاتحہ ان تمام ضروری امور پر مشتمل ہے۔ کہ جنکی طرف اسلام ہر مسلمان کو توجہ دلاتا ہے۔ ان کا ایک ایک لفظ وسیع مطالب اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور جیسا کہ عرصہ دراز سے مسلمانوں کا خیال چلا آتا ہے۔ کہ اس سورۃ میں قرآن کریم کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ اسمیں قرآن کریم کے تمام مضامین اختصاراً بیان کئے گئے ہیں۔ اور سورۃ کو بسم اللہ کے بعد جو کہ تمام سورتوں کی کنجی ہے الحمد سے شروع کیا ہے۔ اور غیر المغضوب علیہم پر جاکر ختم کی ہے۔ بظاہر یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک ایسا انسان جو حمد الہی سے اپنا کام شروع کرتا ہے۔ وہ مغضوب علیہم اور ضالین کی جماعت میں بھی شامل ہونے کا خطرہ رکھتا ہے۔ اور اس کو یہ خطرہ پڑ جاتا ہے کہ کہیں وہ مغضوب علیہم اور ضالین میں سے نہ ہوجائے۔ ابتدا تو اس کی ایسی اعلیٰ اور کامل ہے۔ کہ وہ کہتا ہے کہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں۔ میری ذات میں کچھ باقی نہیں رہا۔ حمد جو ہے تو وہ صیغہ مجہول اور معروف دونوں کا مصدر ہے تو بندہ کہتا ہے کہ نہ تو میں خدا تعالیٰ کی حمد کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اور نہ خود حمد کا مستحق ہوں۔ یہ دونوں باتیں اللہ تعالیٰ میں ہی ہیں۔ وہی حمد کا مستحق ہے۔ اور وہی اپنی حمد کر سکتا ہے گویا اس مقام پر بندے کا انکسار اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ اور تذلل اپنی حد کو پہنچ گیا ہے۔ اس سے بڑھکر کیا انکسار ہوسکتا ہے۔ کہ وہ کہتا ہے کہ نہ تو کسی قسم کا حسن مجھ میں ذاتی ہے۔ اور نہ علم حسن ہی ذاتی ہے۔

ہمیشہ کسی چیز میں یا حقیقت ہوگی یا اسکا علم پایا جائیگا ہر ایک چیز ان دو باتوں کے اندر آجاتی ہے۔ اور کوئی چیز ان دو باتوں سے باہر نہیں۔ یہ دو باتیں تعریف کا مستحق بناتی ہیں۔ پھر یا تو اس چیز کی قدر ہوتی ہے۔ جس کے اندر حقیقت پائی جاتی ہے یا اس چیز کی کہ جس کے اندر طاقت اور علم ہو۔ مثلاً یا کونین کی قدر ہوتی ہے جو بیماری میں کام آتی ہے۔ یا ڈاکٹر کی جسے اس کا علم ہوجاتا ہے۔ لوگ لوہے کی بھی قدر کرتے ہیں۔ اور لوہار کی بھی جو اس کے استعمال کا علم رکھتا ہے اور لوگ نجار و معمار کی بھی قدر کرتے ہیں۔ جو عمارت کی لکڑیوں کا علم رکھتے ہیں۔ یا ان لکڑیوں کی قدر ہوتی ہے۔ جو عمارت میں کام آتی ہیں۔ پس جتنی خوبیاں ہیں وہ ان دو ہی باتوں کے اندر آجاتی ہیں۔ یا خود کسی خوبی کا ہونا یا اس خوبی کا علم ہونا۔ لیکن خدا کے حضور بندہ کہتا ہے کہ مجھ میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ نہ تو کوئی خوبی میری ذات میں ہے نہ مجھے خوبی کا علم ہے۔ کہ کس طرح خوبی بیان کروں۔ گویا بندہ اپنے اندر ہر قسم کی خوبیوں کے ہونے سے انکار کرتا ہے۔ اور وہ تمام دنیا کا چکر لگا کر آخر اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ وہ ایک خدا ہی ہے۔ کہ جس میں سب خوبیاں جمع ہیں۔ اور پھر وہ خود ہی اپنی خوبی بیان کرسکتا ہے۔ کسی بندے کی طاقت نہیں کہ اس کی خوبیاں بیان کرے۔ اب دیکھو ایک طرف اس کی کتنی وسیع نظر ہے۔ مگر خاتمہ میں غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچتا ہے۔ یہ تمام راستوں اور تمام خوبیوں کو پاتے ہوئے اور تمام علوم کو حاصل کرتے ہوئے پھر یہ خدا کے حضور کہتا ہے کہ میں اس خطرہ میں پڑا ہوا ہوں۔ کہ کہیں حضور مجھپر میری کسی غلطی کی وجہ سے ناراض نہ ہو جائیں۔ یا میں خود حضور کو نہ چھوڑ بیٹھوں۔ اور حضور سے دور ہوجاؤں۔

لوگ کہتے ہیں کہ علم و معرفت ہلاکت سے بچاتی ہے کیونکہ جس رستہ کے متعلق علم ہو کہ اسمیں شیر رہتا ہے تو انسان اس راستہ کی طرف کب جاتا ہے۔ یا جس رستے کی نسبت اسے علم ہو جائے کہ اس میں ڈاکو رہتے ہیں۔ تو یہ اس رستہ پر احتیاط کیساتھ اور ایک گروہ کیساتھ ہوکر چلیگا۔ لیکن یہاں دیکھو کہ مومن باوجود عرفان کے پھر کہتا ہے۔ کہ خدایا میں چل تو پڑا ہوں لیکن میرے دونوں طرف تلواریں ہیں۔ ایک طرف تیرے غضب کی تلوار اور دوسری طرف ضلالت کی تلوار۔ پس مجھے ان دو تلواروں سے محفوظ رکھنا۔

مگر یہاں لوگوں کا یہ کہنا کہ علم و معرفت ہلاکت سے بچاتے ہیں وہاں یہ بھی تو درست ہے کہ علم اور عرفان جاتے بھی رہتے ہیں۔ دنیا میں کئی ایسے واقعات ہیں کہ انسان علم کے بعد پھر بھول جاتا ہے۔

پس اعلیٰ سے اعلیٰ علم و معرفت پر بھی انسان کبھی تسلی نہیں اور مطمئن نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اسکا علم چھپا جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا عرفان کھویا جائے۔

کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان کو پہچاننے کے بعد پھر جب اسے ایک زمانہ تک نہ دیکھا جائے اور مدت بعد وہ انسان ملے تو اسے نہیں پہچانتا۔ وہ بہتیرا کہتا ہے کہ دیکھو میں فلاں شخص ہوں۔ اور تمہارے ساتھ پڑھتا رہا۔ اور کھیلتا رہا۔ لیکن یہ کہتا ہے کہ میں اب تک آپکو نہیں پہچان سکا اس نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگ کہدیتے ہیں کہ فلاں شخص تو بڑا مخلص اور بڑا عالم تھا۔ وہ کیونکر ٹھوکر کھا گیا۔ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ بہت سے لوگ علم کے بعد پھر جہالت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسیطرح کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک شخص اخلاص کے بعد پھر اسے چھوڑ دے۔ قرآن کریم میں بھی آتا ہے۔ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق الخ کہ بعض انسان اس حد تک بوڑھے ہوجاتے ہیں۔ کہ علم کے بعد پھر بے علم ہوجاتے ہیں۔ اسیطرح بعض انسان روحانی بوڑھے ہوکر عرفان و اخلاص کھو بیٹھتے ہیں۔ تو اس سورۃ میں ایک طرف تو اس بات کی طرف ہدایت فرمائی ہے کہ ہم کسی کی ٹھوکر سے ٹھوکر نہ کھائیں۔ اور نہ ہم کسی کے گرنے سے گر جائیں۔ اور کسی کی ٹھوکر ہماری ٹھوکر کی موجب نہ ہو۔ دوسری طرف اس بات کی طرف ہدایت فرمائی ہے کہ یہ اپنی حالت پر مطمئن ہوکر نہ بیٹھ جائے۔ سوائے ان لوگوں کے کہ جن میں لاہوتیت آجائے اور جو خدا کے وجود کے اندر شامل ہوجاتے ہیں اور کوئی خطرہ سے خالی نہیں یا اور وہ لوگ کہ جو خدا کے وجود میں سمجھے جاتے ہیں۔ وہ انبیا ہوئے ہیں جنکا انکار خدا کا انکار ہوجاتا ہے جن کے اوپر خدا اپنی الوہیت کی چادر ڈالتا ہے۔ بطور ان کے مظہر ہونے کے بطور اپنے جلال کے نہ کہ بطور الوہیت کے۔ اس لئے ان انبیا کی تعریف پوری ہوجاتی ہے۔ وہ شخص جس کی تعریف کریں یا جسکی ٹھوکر کے متعلق کوئی بات کہیں وہ پوری ہوکر رہتی ہے۔ مثلاً نبی کریمؐ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ اگر کسی کو دنیا میں ہی جہنمی دیکھنا ہو تو فلاں شخص کو دیکھ لو ایک صحابی اس شخص کیساتھ ایک جنگ میں ہوگیا کہ دیکھیں اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ چنانچہ جنگ کے بعد زخموں کی شدت تکلیف کی وجہ سے اس شخص نے نیزہ زمین میں گاڑ کر اور اس کے اوپر اپنی چھاتی رکھکر اپنے آپ کو ہلاک کردیا۔ تو جب تک انسان عبدیت کے مقام پر نہ پہونچ جائے۔ تب تک وہ ٹھوکر سے محفوظ نہیں کوئی کتنا ہی مخلص ہو اگر وہ ٹھوکر کھا جائے تو ہماری ٹھوکر کا موجب نہیں ہوسکتا۔ ہماری جماعت میں بہتوں نے اسیوجہ سے ٹھوکر کھائی ہے۔ انہوں نے جب پیغامیوں کو دیکھا تو وہ بھی ان کے ساتھ ٹھوکر کھا گئے اسی خیال سے کہ یہ لوگ اتنے مخلص تھے یہ کیونکر ٹھوکر کھا سکتے ہیں۔ اور ناحق پر ہوسکتے ہیں۔ لیکن ہم تو روزانہ دیکھتے ہیں کہ لوگ ترقی کے بعد پھر گر جاتے ہیں۔ دوسرا نکتہ اسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہم ہر وقت خوف و خطر کی حالت میں ہیں۔ نبی کریمؐ نے بتایا ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی بوضاحت بیان کیا گیا ہے کہ وہی لوگ سچے ہیں۔ جو خدا کو خوف و طمع کی حالت میں یاد کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی کریمؐ فرماتے ہیں۔ کہ وہی شخص کمال ایمان کو پہنچا ہوا ہے۔ اور سلامتی سے پہنچتا ہے۔ جو ان خوف و رجا کے بین ہو۔ اور ان دو حالتوں کے درمیان سے گذر رہا ہو۔ لیکن جو شخص ایک طرف ہی گر جاتا ہے۔ اور دوسری طرف توجہ نہیں کرتا وہ سلامت نہیں رہتا۔ پس وہی مسلمان محفوظ ہے۔ جو درمیان کے پل پر چلے جو بال سے زیادہ باریک ہے۔

ہم کتنی بھی دین کی خدمت کریں۔ اور کتنے بھی کام کریں اور کتنی بھی ترقی کر جائیں۔ پھر بھی ہم اس خطرہ میں ہیں کہ کہیں ہمارا نفس ہمپر غالب نہ آجائے۔ جو ہمیں راہ راست سے اور خدا سے ملنے کے بعد پھر دور پھینکدے۔ پس تمام دوست اس مضمون کیطرف توجہ رکھیں اور اس صورت کا مطالعہ کریں کیونکہ یہ سورۃ تمام ترقیات کی جڑ ہے۔ خدا ہمیں اس بات کی توفیق بخشے کہ ہم اس عرفان کو حاصل کریں۔ جو پھر کھویا نہ جائے۔ اور ان علوم کو حاصل کریں۔ جو پھر چھینے نہ جائیں۔ یہانتک کہ وہ مقام ہمکو حاصل ہوجائے جس کے بعد کوئی تباہی و ہلاکت نہ ہو۔ اور ہماری جماعت کو ان تمام خطرات سے بچا کر ایسے رستہ پر چلائے کہ جس کے بعد پھر کامیابی ہی کامیابی ہو۔ آمین

(ظفر الاسلام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریوں کی تازہ ناکامی

ضلع آگرہ میں سانڈھن ایک گاؤں ہے۔ جو اس علاقہ میں ملکانہ قوم کا بڑا مرکز ہے۔ آریہ لوگوں کا ابتدا سے اس پر دانت تھا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا۔ کہ اگر یہ گاؤں اشدھ ہو جائے تو اس سے گرد و نواح کے دیہات بھی اس کی تقلید میں ضرور اشدھ ہو جائیں گے۔ اپنے ناپاک مقصد کے حصول کیلئے وہ کسی ناجائز سے ناجائز طریقہ کو بھی عمل میں لانے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی ناواجب اور خلاف امن سرگرمیوں کو دیکھکر حکام نے نہایت دانشمندی سے اس گاؤں میں دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری نافذ کر دی۔ جس کے رو سے گاؤں کے حدود میں کہیں پانچ افراد سے زیادہ یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ آریوں نے خدا جانے کتنی مدت کی خفیہ جد و جہد کے بعد اور کس کس قسم کے لالچ دیکر وہاں کے تین شخصوں کو اشدھی کے لئے تیار کیا۔ جن میں سے ایک نوجوان تو محض اپنے باپ کے ڈر سے شامل ہوا۔

... ۳ آریوں نے اس اشدھی کو حسب عادت ناواجب شہرت اور وقعت دینے ... بعض لوگوں کی طرف سے اس بات کی درخواست دلا دی۔ کہ اشدھی کرنے کے لئے دفعہ ۱۴۴ کو چند روز کے لئے معطل کر دیا جائے۔ اس سے گاؤں کے مسلمانوں میں سخت جوش پھیل گیا چنانچہ نمبرداروں نے بذات خود کلکٹر صاحب سے ملکر اشدھی کے موقعہ پر بلوہ کا اندیشہ ظاہر کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ نہ صرف پہلی رکاوٹیں ہی قائم رہیں۔ بلکہ ایک یورپین افسر کی زیر نگرانی ایک دستہ مسلح پولیس بھی بھیجی گئی۔ جس نے نہایت قابل تعریف طریقہ سے سوامی شردھانند کے امن شکن چیلوں کو گاؤں کے اندر ناپاک ارادوں سے داخل ہونے سے روک دیا۔ اور ہر طرح سے امن قائم رکھنے کی سر توڑ کوشش کی۔ ورنہ گاؤں کے چھوٹے بڑے تمام غیرت اسلامی سے بھرے ہوئے ان حملہ آوروں کے خلاف سخت مشتعل ہو رہے تھے۔ صاحب بہادر کے اس غیر جانبدارانہ حسن انتظام کے ہم بہت مشکور ہیں۔

چونکہ آریوں نے اس اشدھی کے لئے ایسے وسیع پیمانہ پر تیاریاں کی ہوئی تھیں۔ جو سینکڑوں آدمیوں کے مجمع کے لئے کافی ہوں۔ اس لئے اشدھی ہونے والوں کی اس قلیل تعداد سے انہیں سخت مایوسی ہوئی۔ اور گاؤں کے باشندوں کی طرف سے متفقہ طور سے سخت مخالفت اور منافرت کی وجہ سے انہیں بہت ذلت اور ندامت اٹھانی پڑی۔

آخر اپنی ناکامی کو چھپانے کے لئے آریہ پرچارکوں نے گجادھر اور بھوری سنگھ پسران حکمی کو بڑھ بڑھ کر اور طرح طرح کے لالچ دلا کر ان کے سامنے ہاتھ جوڑ جوڑ کر روتے ہوئے پاؤں پڑ پڑ کر یہ درخواست کی کہ اسوقت لاج رکھ لیجئے۔ وہ ان کی ان چالوں سے متاثر ہو کر صرف زنار پہننے پر راضی ہو گئے ان کی ناکامی اور نامرادی کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس اشدھی کی رسم کے بعد معاً اشدھ شدہ گجادھر کے لڑکے نے زنار توڑ کر اپنے جوتے سے باندھ لیا۔ اور آریوں کے رپورٹر کو دکھا کر کہنے لگا کہ مہربانی کر کے ذرا اسے بھی اپنی رپورٹ میں درج کر لیجئے۔ اور اس کے صرف ایک گھنٹہ بعد ہمارے مبلغین کے ساتھ مل کر نماز با جماعت ادا کی۔ باقی دو کے متعلق بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ اپنے کئے پر بہت پشیمان ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے کہ آریوں کا دیا لیا ذرا ہضم کر کے انشاء اللہ بہت جلد واپس داخل اسلام ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آریوں کے حال پر رحم کرے۔ اور انہیں سمجھ عطا فرمائے۔ کہ وہ اپنی ان ناواجب حرکات سے باز آئیں۔ اور اشدھی کے ناپاک کانٹے بو بو کر ہندوستان کی تمدنی اور روحانی حالت کا ستیاناس نہ کرتے پھریں۔

(چوہدری عبد اللہ خاں بھٹی۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی
امیر المجاہدین احمدیہ دار التبلیغ آگرہ)

ایک بہروپیا ہندو

مسلمان خبردار رہیں

جناب ظہور احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے ایک اعلان مندرجہ عنوان سے شائع کرایا ہے کہ تمام مسلمانوں کو بالعموم اور احمدیہ جماعتوں کو بالخصوص یہ اطلاع دیجاتی ہے کہ ایک ہندو جو اپنا نام ہری چند یا ہری شنکر بتاتا ہے اور اپنے آپ کو ایم۔ اے ایل۔ ایل بی ظاہر کرتا ہے۔ جگہ جگہ یہ دعوی کر کے کہ وہ مسلمان ہونا چاہتا ہے مسلمانوں سے روپیہ بٹورنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور بعض جگہوں پر اس نے کچھ روپیہ اس بہانہ سے حاصل بھی کیا ہے۔ حالانکہ وہ نہ ایم۔ اے ہے نہ ایل ایل بی اور نہ اس کو اسلام کیساتھ کوئی تعلق ہے۔ بلکہ محض اس ذریعہ سے روپیہ وصول کرنا اصل غرض ہے اس کا حلیہ یہ ہے۔

گول چہرہ۔ موٹی آنکھیں۔ قد درمیانہ۔ رنگ سانولہ۔ مونچھیں انگریزی فیشن کی کٹی ہوئی داڑھی منڈی ہوئی۔ زبان تیز اور شستہ اس کا بیان ہے کہ اس کا والد مجسٹریٹ ہے یو۔ پی۔ میں اس نے وکالت پاس کی اور وہیں کام بھی کیا۔ فیروز پور میں بھی کام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں شعر بھی پڑھکر سناتا ہے جن میں سے ایک مصرع یہ ہے ہری کا وہ اپنا پیارا محمد

مسلمانوں اور بالخصوص جماعت ہائے احمدیہ کو جن کے ہاں عموماً مسلمان ہونے اور روپیہ بٹورنے کیلئے جاتا ہے ہوشیار اور خبردار رہنا چاہیئے۔ اور اگر ایسا شخص کہیں مل جائے تو اسے پولیس کے حوالہ کر دینا چاہیئے۔

هو الشافی

آزمائش اور شفا پاؤ

مشکین آپ کی خدمت میں حاضر ہے

۱۔ معجون شاہی اکسیر جریان خوشخبری ہو۔ کہ ہماری آٹھ دس سال کی کامل توجہ اور محنت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں معجون شاہی جیسی اکسیر اعظم جو خالص جڑی بوٹیوں اور قیمتی اجزا سے مرکب ہے عطا فرمائیں۔ جو کہ جریان اور خواب میں بلا ارادہ منی کے خارج ہونے اور ان سے پیدا شدہ جملہ کمزوریوں کے ازالہ کرنے میں فی الواقع ایک اکسیر ہے۔ اور لطف یہ کہ باوجود ممسک ہونے کے مقوی باہ بھی ہے۔ بچپن کی بداعتدالیوں اور غلط کاریوں کے جملہ بد نتائج کے اصلاح کرنے میں اس کو ایک خاص خصوصیت ہے۔ قیمت فی پاؤ عہ

۲۔ روغن اکسیر اعصاب بعض حالتوں میں اس معجون کے استعمال کے ہمراہ ہمارا تیار کردہ روغن اکسیر اعصاب بھی طلاء کرنا پڑتا ہے۔ جو کہ بذات خود ہر ایک قسم کی سستی اور ضعف اور کمزوری اعضائے تناسل کے ازالہ کے لئے بجلی کا کام دیتا ہے۔ فی شیشی روغن اکسیر اعصاب دو روپیہ عہ

۳۔ کشتہ طلاء جسکو ہم نے نہایت محنت اور احتیاط سے تیار کیا ہے۔ پھر اس میں یاقوت اور کشتہ فولاد شامل کرنے سے اسکی قوت اور طاقت میں اور بھی چار چاند لگ گئے ہیں۔ اس کے فوائد بیان کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ صرف طب کی مستند کتاب محیط اعظم سے مختصر اقتباس برائے ملاحظہ ناظرین لکھدیا جاتا ہے۔ جو یہ ہے۔ سونا۔ دل۔ دماغ۔ حرارت عزیزی کو تقویت دینے والا۔ فہم اور فکر کو تیز کرنے والا۔ معدہ جگر اور تلی کے ضعف کو دور کرنے والا۔ امراض سوداوی۔ خفقان۔ توحش۔ ہم غم۔ حزن۔ جنون۔ دوار طرح کو نفع دینے والا۔ ضعف معدہ اور ضعف گردہ کو رفع کرنے والا۔ قلب میں اس قدر تفریح پیدا کرتا ہے۔ کہ خواہ مخواہ ہنسنے کو دل چاہتا ہے۔ الغرض عجیب و غریب چیز ہے۔ اس نادر تحفہ سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ قیمت فی خوراک ۶ اور سیکڑہ خوراک تیس روپیہ عہ

۴۔ حب مقوی اعصاب یہ گولیاں ہر ایک قسم کے ضعف اعصاب میں واقعی مسیحائی اثر اپنے اندر رکھتی ہیں۔ ضعف باہ۔ ضعف دماغ اور ضعف معدہ کیلئے اکسیر ہیں۔ باقاعدہ مسہلوں کے بعد مایوس العلاج مریض لقوہ وغیرہ مرضوں میں مبتلا بھی بفضل خدا صحتیاب ہو گئے ہیں۔ قیمت فی سینکڑہ پانچ روپیہ ایک روپیہ میں سولہ گولی۔

۵۔ اکسیر سوزاک سالہا سال کی تلاش اور تجربہ کے بعد یہ اکسیر سوزاک حاصل ہوئی ہے جو کہ نئے اور پرانے سوزاک کو بفضلہ تعالیٰ ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے قیمت ایک ہفتہ عہ

۶۔ سرمہ مروارید یہ سرمہ بصارت کیلئے اکسیر ثابت ہوا ہے جوانوں کی نقص بصارت کو دور کرتا ہے۔ اور بوڑھوں کیلئے از سر نو نور بصارت عطا فرماتا ہے۔ پرانے ککروں کیلئے بھی نہایت مفید ہے۔ کیوں نہ ہو نہایت قیمتی اجزا مروارید اور ممیران وغیرہ سے تیار کیا گیا ہے۔ قیمت فی تولہ چار روپے

المشتہر:۔ حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ دروازہ امین آبادی